Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

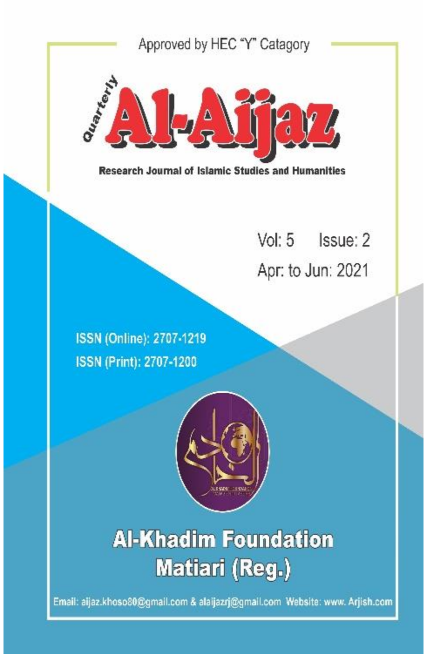

TOPIC:

An Analysis of administrative Matters of the State of Madina in the light of the Teachings of Holy Prophet (P.B.U.H)

AUTHORS:

1. Dr. Ayesha Snober, Assistant Professor: Sardar Bahdur Khan University, Quita
2. Dr. Sajjad Ali Raeesi, Associate Professor: Shah Abdul Latif University, Khairpur
3. Dr. Rashida Perveen, Assistant Professor: Woman University, Mardan

How to cite:
Snober, A., Raeesi, S. A. ., & Perveen, R. . (2021). Urdu-28 An Analysis of administrative Matters of the State of Madina in the light of the Teachings of Holy Prophet (P.B.U.H). *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *5*(2), 372-394.
https://doi.org/10.53575/Urdu28.v5.02(21).372-394

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/330

Vol: 5, No. 2 | April to June 2021 | Page: 372-394

Published online: 2021-06-20

QR Code

ریاست مدینہ کے انتظامی امور کا تحقیقی جائزہ۔ تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

An Analysis of administrative Matters of the State of Madina in the light of the Teachings of Holy Prophet (P.B.U.H)

Dr. Ayesha Snober*
Dr. Sajjad Ali Raeesi**
Dr. Rashida Perveen***

Abstract

Man is a social being and inclined to live in societal setup. Passing through various evolutionary phases, the society reached its nadir, calling for a state that could efficiently provide peace, equality and concord as well as performing its citizenry's mutual affairs effectively. In order to accomplish state's political and administrative matters, much work was done for the constitution and administration of different state machinery. Since Islam is a complete set of rules, its objective is the wellbeing of humanity. It is a guiding principle for every human faculty. So a firmly established political system is necessary for the progress, welfare and reform of a nation as the Islamic political system is based on universal rules and principles. The purpose of an Islamic political system is to formulate a peaceful and just society, where all members of the society enjoy equal rights. The current article analyses the administrative matters of the first Islamic State of Madina. In the light of Islamic perspective, the necessity and significance of politics have been defined. The constitution and basic political rules of the state of Madina have also been delineated as per Quran and Sunnah. The state of Madina veritably enjoys the status for being the first Islamic welfare state. Further, it encompasses all the aspects of the state of Madina, including Hazrat Muammad's (Peace be upon Him) principles and strategy which were adopted by him while performing the administrative matters of the state.

Keywords: First Islamic welfare state, Islamic administrative system, Welfare and reform in Islamic state, Islamic constitution, The rule of governs in Islamic State.

تمہید

اسلام ایک عالمگیر، کامل و مکمل دین اور ابدی ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام کا نظام سیاست و حکومت ایک فطری اور منصفانہ نظام ہے جو کہ زندگی کے تمام جملہ امور کا احاطہ کرتا ہے۔ اسلام نے ہر شعبہ حیات میں عدل و مساوات، اعتدال و توازن، دیانت و امانت، احساس و ذمہ داری اور قانون کی عملدر آمد پر زور دیا ہے۔ راہبر انسانیت، سرور کونین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سیرت طیبہ مکمل زندگی کا نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکات علم کا ایک بحر بیکراں ہے جو انسانیت کو گوہر ہائے مطلوب سے نوازتی ہے۔ آپ ﷺ نے انسانیت کی راہنمائی بھلائی اور نیکی کی طرف کی اور انسانی زندگی کے لئے ایک مکمل و منظم اور مربوط نظام تشکیل دیا جس کے دھارے میں انسانیت سفر کر کے حقیقی فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

* Assistant Professor: Sardar Bahdur Khan University, Quita
** Associate Professor: Shah Abdul Latif University, Khairpur
*** Assistant Professor: Woman University, Mardan

اسلام محض چند مذہبی رسومات کا نام نہیں ہے بلکہ عملی زندگی کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں "ریاست مدینہ کے سیاسی و انتظامی امور کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے اسلام کے زریں اصول پر ایسی مملکت کی تشکیل کی۔ جس کے عدل و مساوات اور بے باک انصاف کی بے نظیر مثالیں دنیا کی تاریخ میں رقم ہیں۔ احمد مجتبیٰ ﷺ نے جس لگن اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض نبوت کی بجا آوری فرمائی اور انسانیت کو پستی سے نکال کر جس رفعت تک پہنچایا تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ انتہائی نامساعد حالات کے باوجود نبی کریم ﷺ کے مثالی طرز حکمرانی نے داخلی و خارجی سطح پر بکھرے یثرب کو دنیا کی بہترین اسلامی فلاحی ریاست ''مدینہ'' میں تبدیل کر دیا۔ مقالہ ہذا میں سیاست کی اہمیت اور ریاست مدینہ کے اصول اور انتظامی ڈھانچے کے خدوخال، قرآن وسنت اور تاریخی واقعات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ موجودہ حالات اس امر کا تقاضا کر رہے ہیں کہ ریاست مدینہ کی جھلک ہمہ وقت ہمارے سامنے ہو تاکہ پیش آمدہ مسائل، مشکلات کو رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں حل کر سکیں۔

سیاست کا تعارف اور اسلام میں سیاست کی اہمیت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقی اور اصلاح و فلاح کے لئے سیاسی نظام کا مضبوط بنیادوں پر استوار ہونا ضروری ہے، اور اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد آفاقی اصول و قواعد پر رکھی گئی ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا مقصد پر امن، منصفانہ، معاشرے کی تشکیل کرنا ہے جس میں تمام افراد معاشرہ کو یکساں حقوق حاصل ہوں۔ اسلام میں سیاست کی اہمیت بیان کرنے سے پہلے سیاست کی لغوی واصطلاحی تعریف کا جاننا ضروری ہے۔

سیاست بروزن امارت ساس یسو سبر وزن قال: یقول سے مصدر کا صیغہ ہے۔ لغوی معنٰی ہیں اصلاح کرنا اور سنوارنا۔ "سیاست کسی چیز کی اصلاح کیلئے کمربستہ اور کھڑے ہو جانے کو کہا جاتا ہے اور سیاست ایک مدبر اور قائد کا کام ہے۔

سائس: اس شخص کو کہا جاتا ہے جو سرداروں اور قائدین کی قوم میں سے ہو۔ سوس: کے معنی ہیں ریاست و حکومت کا نظم ونسق چلانا۔ (1)

مسلم مفکرین نے سیاست کی اصطلاحی تعریف مختلف انداز میں کی ہے۔ جن میں سے چند ایک تعریفات درج ذیل ہیں۔

امام غزالی نے سیاست کی درج ذیل تعریف کی ہے۔ "سیاست مخلوق کی اصلاح اور راہنمائی کرنا ہے سیدھے راستے کی جانب جو دنیا اور آخرت کی نجات کا ذریعہ ہو۔ سیاست وہ تدبیر ہے جو زندگی کے وسائل اور ان کے دائرے میں افراد معاشرہ کے درمیان باہمی محبت اور اتحاد و تعاون پیدا کرتی ہو"۔ (2) سیاست مخلوق کی اصلاح اور راہنمائی کرنا ہے سیدھے راستے کی جانب جو دنیا اور آخرت کی نجات کا ذریعہ ہو۔ سیاست وہ تدبیر ہے جو زندگی کے وسائل اور ان کے دائرے میں افراد معاشرہ کے درمیان باہمی محبت اور اتحاد و تعاون پیدا کرتی ہو۔

سیاست اور حکومت مخلوق کی نگہداشت اور ان کے مفاد کی کفالت وضمانت کا نام ہے۔ یہ سیاست خدا کی نیابت ہے اس کے بندوں پر اس کے احکام نافذ کرنے کے کام ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ ''وهي الحكمةالباحثة عن كيفية ربط بين أهل المدينة(3)" سیاست وہ حکمت (فن و علم) ہے جو ان طرق سے بحث کرتی ہے جن کے ذریعے شہریوں کے باہمی ربط و تعلق کو استحکام دیا جاتا ہے"۔ موجودہ

دور میں سیاست کے معنی ہیں شہری حکومت کا علم و فن، علم سیاست اپنے عمومی مفہوم کے اعتبار سے ان تمام فنون پر مشتمل ہوتا ہے جو انسانی معاشرے کیلئے اہمیت رکھتے ہیں۔ الانسائیکلوپیڈیا الکبیرہ میں سیاست کی اصطلاحی تعریف یہ کی گئی ہے۔

سیاست ریاست پر حکومت کرنے کا ایک فن ہے۔ بالفاظ دیگر یہ ان بنیادی اصول کا علم ہے جن پر حکومتیں قائم ہوتی ہیں اور جو حکومت اور شہریوں کے تعلقات اور بیرونی ریاستوں کے ساتھ روابط کی حدود مقرر کرتے ہیں۔ (4) سیاست ریاست پر حکومت کرنے کا ایک فن ہے۔ بالفاظ دیگر یہ ان بنیادی اصول کا علم ہے جن پر حکومتیں قائم ہوتی ہیں اور جو حکومت اور شہریوں کے تعلقات اور بیرونی ریاستوں کے ساتھ روابط کی حدود مقرر کرتے ہیں۔ درج بالا اصطلاحی تعریفات سے حسب ذیل نکات واضح ہوتے ہیں۔

1۔ سیاست اللہ کے احکام کو نافذ کرنا اور مخلوق کی خدمت کرنا ہے۔

2۔ سیاست ایسے اصول و قواعد کا مجموعہ ہے۔ جن پر حکومتیں قائم کی جاتی ہیں۔

3۔ سیاست کا مقصد عوام کے حقوق کی حفاظت اور مساوات وانصاف کو قائم کرنا ہے۔

4۔ سیاست کا مقصد ملکی وسائل کا باحسن وخوبی استعمال ہے۔

الغرض سیاست وہ فن اور حکمت ہے جس کا موضوع فرائض حکومت اور ریاست کا نظم و نسق ہے اور جس کی غرض و غایت مصالح عامہ کی حفاظت کرنا اور شہریوں کے باہمی ربط و تعلق کو قانون کی ذریعے کنٹرول کرنا ہے۔

سیاست کی اسلام میں اہمیت

سیاست کو اسلام میں ریاست کے جز کی حیثیت حاصل ہے۔ سیاست بنیادی طور پر اصلاح و درستی کیلئے کی جاتی ہے۔ معاشرۃ مختلف افراد کے مجتمع ہونے کو کہا جاتا ہے۔ چنانچہ مختلف افراد کے مابین اختلاف ہونا ایک فطری عمل ہے۔ اور معاشرہ میں تمام فریقین کے درمیان قانونی واخلاقی توازن کو قائم رکھنے کیلئے سیاست کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ گویا سیاست معاشرہ کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وإنه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تأمرنا قال فوا ببيعة الأول فالأول أعطوهم حقهم فإن الله سائلهم عما استرعاهم (5) "بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ جب ایک نبی کا انتقال ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ آجاتا تھا۔ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور میرے خلفاء موجود رہیں گے اور بعض اوقات بیک وقت ایک سے زیادہ ہوں گے صحابہ کرام نے پوچھا کہ ایسی صورتحال کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا جس کی بیعت پہلے ہوئی ہو (پہلے تقرر ہوا ہو) اسی کی بیعت پوری کرو (اس کی اطاعت کرو) خلفاء کا حق اطاعت ادا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ان سے رعیت کے بارے میں خود پوچھے گا۔" اس حدیث مبارکہ سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ 1۔ سیاست فریضہ انبیاء ہے۔ 2۔ جس کی ذمہ داری ختم نبوت کے بعد خلفاء رسول پر ڈالی گئی 3۔ سیاست انبیاء کے فرائض میں شامل ہے اور انبیاء کے فرائض اسلام کا شعبہ ہوتا ہے۔ در حقیقت نبی اور خلفاء کا فرض اقامت دین ہے اور سیاست دین کا جز ہے۔

حدیث مذکور میں لفظ ''تسوسهم الأنبياء'' سے مراد ہے انبیاء بنی اسرائیل کے معاملات کا انتظام کرتے تھے جیسا کہ امراء اور حکام اپنی رعیت کا نظم چلاتے ہیں۔ سیاست کسی چیز کی اصلاح اور کمربستہ ہونے کو کہتے ہیں۔(6) یہ سیاست (اصلاح) اسطرح کی جاتی تھی کہ جب وہ لوگ فساد پھیلا دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے پاس اپنا نبی بھیج کر اس فساد کا ازالہ کر دیتے تھے۔ سیاست کا اختیار کرنا واجب اور اس سے انکار کرنا نصوص شرعیہ اور خلفاء راشدین کی تردید کرنے کے مترادف ہے۔(7) حافظ ابن قیمؒ (م: 751ھ) سیاست کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "سیاست شریعت کے اجزاء میں سے ایک جز اور اس کے ابواب میں سے ایک باب ہے۔ اس کو سیاست کہنا صرف ایک اصطلاح ہے اور سیاست کا عدل وانصاف پر مبنی ہونا شریعت ہی کا ایک حصہ ہے۔"(8) (سیاست اور شریعت کا مقصد اصلاح و فلاح انسانیت ہے۔)

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ "سیاست کی دو قسمیں ہیں۔ سیاست عادلہ جس کے ذریعے مظلوم کو ظالم وفاجر سے اس کا حق دلایا جاتا ہے۔ یہ شریعت ہی کا ایک حصہ ہے۔ اور جو سیاست کے حقیقی مفہوم سے آگاہ ہیں وہی اس کی اہمیت کو جانتے ہیں۔ لوگوں نے شریعت کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ اور دوسری قسم ہے سیاست ظالمہ جس کو شریعت حرام ٹھہراتی ہے۔(9)

بنیادی طور پر سیاست کی بھی دو اقسام ہیں۔ ایک وہ سیاست جو دین وشریعت کے اصول واحکام کی پابند ہوتی ہے اس کو سیاست دینیہ کہا جاتا ہے اور دوسری وہ سیاست جو دین ومذہب اور اخلاق وقیود کی پابند نہیں ہوتی اس کو لادین سیاست یا سیاست جاہلیہ کہا جاتا ہے۔ دوسری قسم کی سیاست کا مقصد محض دنیا پرستی اور حب وجاہ ومال ہے۔

سیاست شرعیہ کی اقسام

اسلام میں سیاست کی حیثیت مسلم ہے اور وسیع معانی رکھتی ہے۔ اسلام میں سیاست کا دائرہ کار ایک نفس سے شروع ہو کر ریاست وامت تک وسیع ہے۔ اسی بنیاد پر سیاست کی اقسام درج ذیل ہیں۔

1۔ السياسة العليا **(اعلیٰ ترین اور بلند ترین سیاست)**

یہ انبیاء کی سیاست ہے جس کے ذریعے سے لوگوں کے ظاہر وباطن دونوں کی اصلاح ہوتی ہے اور جس کا تعلق ہر خاص وعام کے ساتھ ہوتا ہے۔ ظاہر میں احکام وقوانین کا نفاذ اور احسن انتظام روبہ عمل آتا ہے اور ان کی تعلیم وتربیت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں تزکیۂ اور اچھے اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ (السیاسۃ العلیاء کا مقصد تزکیہ نفس یعنی نفوس کو پاک ہے، بغیر کسی طبقاتی فرق کے تمام انسانوں کو حکمت کی تعلیم دینا پر امن عدل وانصاف پر مبنی معاشرے کا قیام اور دنیاوی واخروی کامیابی حاصل کرنا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقد من الله على المؤمنين إذ بعث فيهم رسولًا من أنفسهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وإن كانوا من قبل لفي ضلال مبين (10) "خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے۔ جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے"

2۔ السياسة الخلفاء والملوک **(حکمرانوں کی سیاست)**

اس سے مراد حکمرانوں کی سیاست ان کی سیاست عام وخاص کیلئے تو ہوتی ہے لیکن ان کا حکم صرف ظاہری زندگی پر چلتا ہے۔ باطن اور قلوب پر حکومت کرنا ان کے بس میں نہیں ہوتا۔ الا یہ کہ حکمران عادل، متقی، زاہد اور قلب سلیم کا حامل ہو۔ (انتظام سلطنت اور وسائل ریاست کی ترتیب تنظیم کی جاتی ہے۔ تاکہ امور مملکت قائم رہے۔)

3۔ السیاسۃ العلماء والفقھاء (علماء دین اور فقہاء اسلام کی سیاست)

ان (علماء دین اور فقہاء اسلام) کی سیاست مادی قوت اور اقتدار کے بغیر تعلیم و تربیت کے ذریعے ہوتی ہے۔ ولایت عامہ ان کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ جو لوگ ذہین اور علم کے شوقین ہوتے ہیں وہ ان سے استفادہ کرتے ہیں اور ان کی درویشی کو اپنے لئے سلطانی سمجھتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں ایسے علماء گزرے ہیں اور آج بھی موجود ہیں کہ لوگ ان کا احترام بادشاہوں سے زیادہ کرتے ہیں اور ان کے حکم کو حکمرانوں کے حکم سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ (مثلاً برصغیر میں مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، اس طرح کی مثالوں سے تاریخ اسلام مزین ہے۔)

4۔ السیاسۃ الوعاظ (خطیبوں اور واعظوں کی سیاست)

یہ حضرات وعظ و نصیحت اور خطابت کے ذریعے عوام کی اصلاح کرتے ہیں اور لوگوں کو مسخر کر کے ان پر حکومت کرتے ہیں۔ (11) السیاسۃ الوعاظ کا انداز تبلیغی و ترغیبی ہوتا ہے۔ ایسی سیاست میں عوام الناس کو اخلاق حسنہ کی ترغیب دی جاتی ہے۔ دعوت و تبلیغ ایک دینی فریضہ ہے۔ فرمان ربانی ہے: ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر وأولئك هم المفلحون (12) "اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔" اسی طرح دعوت و تبلیغ کے بنیادی اصول قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي أحسن (13) (اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو۔" قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں وعظ و تبلیغ کے تین بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں۔ 1۔ حکمت 2۔ موعظہ حسنہ 3۔ مدلل انداز سے بحث کرنا۔

5۔ السیاسۃ العامیۃ (عوامی سیاست)

السیاسۃ العامیۃ سے مراد عوامی سیاست ہے۔ یہ وہ سیاست ہے جو کسی سردار کو اپنے قبیلے کے عوام پر حاصل ہو یا شہریوں پر مختلف افسروں کو حاصل ہو یا فوج پر اس کے کمانڈر کو حاصل ہو۔ السیاسۃ العامیہ اداروں میں بھی ہو سکتی ہے اور معاشرہ میں بھی۔ عوامی سیاست کا آفاقی اصول نبی کریم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته الإمام راع ومسئول عن رعيته (14) "تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس امام نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

6۔ السیاسۃ الخاصیۃ (گھریلو امور کی سیاست)

یہ وہ سیاست ہے جو ہر انسان کو اپنے گھر میں حاصل ہوتی ہے اور وہ ہر وہ تدبیر اختیار کرتا ہے جس سے اس کے گھر کا انتظام خوش اسلوبی سے چل سکے اور جس سے اس کی معاشی ضروریات پوری ہو سکیں۔ یہ اصل میں شخصی اور گھریلو سیاست ہے۔ اس سیاست کا مرکز ایک خاندان اور گھر ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ اور آدمی اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اور عورت (بیوی) اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ "(15)" معاشرے کی اکائی خاندان ہے۔ اگر اکائی کی بنیاد درست ہو گی تو سارا معاشرہ درست ہو گا۔ اسی لئے اسلام نے خاندان کی اصلاح کے لئے احکام صادر فرمائے ہیں۔

7۔ السیاسۃ الذاتیۃ (اصلاح نفس کی سیاست)

اس اصلاح و سیاست کا تعلق انسان کے نفس و اخلاق سے ہے۔ محاسبہ نفس کے تحت انسان ہر وقت اپنے اعمال و اقوال اور ظاہر و باطن کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لا يكلف الله نفسًا إلا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت (16)

"خدا کسی شخص کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اسکو انکا فائدہ ملے گا برے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔"

اسی طرح ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ولا تزر وازرة وزر أخرى (17) "کوئی نفس کسی دوسرے نفس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔"

درج بالا آیات مبارکہ سے واضح ہوتا ہے، کہ 1۔ ہر شخص صرف اپنے اعمال کا جواب دہ ہے، کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ 2۔ کسی شخص کو اس کی استعداد سے زیادہ کا مکلف نہیں بنایا جائے گا۔ اچھے اعمال کا بدلہ انعام کی صورت میں اور برے اعمال کا بدلہ سزا کی صورت میں ملے گا۔

اسلامی ریاست کے اصول

مدینہ منورہ پہلی اسلامی ریاست ہے جس کی بنیاد نبی کریم ﷺ نے رکھی اور نبوت کے تیرھویں سال مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور مدینہ پہنچ کر بنو سالم بن عوف کے محلے میں پہلا جمعہ ادا فرمایا اور خطبہ دیا۔ یہ خطبہ پہلی اسلامی ریاست کی تاسیس کے موقع پر سربراہ ریاست کی پہلی پالیسی تقریر تھی۔ جس میں آپ ﷺ نے اسلامی نظام کے اساسی اصول اور بنیادی احکام کی وضاحت فرمائی تھی۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہیں۔

1۔ توحید: اسلام نظام کا پہلا بنیادی اصول توحید ہے۔ جس پر اسلامی ریاست و حکومت قائم ہوتی ہیں۔ توحید سے مراد حاکمیت اور الوہیت صرف اللہ کی صفت ہے۔ اسکی بندگی کرو اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

2۔ تقوی: اللہ کے عذاب اور اس کی گرفت سے ڈرتے رہو حقیقی زندگی اس دنیا کی زندگی نہیں ہے بلکہ آخرت کی زندگی ہے ہر کام اخروی فلاح کے لئے کرتے رہو۔

3۔ قرآن وسنت کی بالادستی: سچی ہدایت، حقیقی علم اور معیار حق کتاب اللہ اور سنت رسول ہے۔ ہر معاملے میں خدا کی کتاب اور رسول

اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرو۔ مسلمان معاشرے میں بالادستی اور اقتدار قرآن و سنت ہی کو حاصل ہوتا ہے۔

4۔ جہاد فی سبیل اللہ: خدا کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھو اور اس کے دین کو غالب کرنے کے لئے جہاد کرو۔ امت مسلمہ کو اسی کام کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔

5۔ امت مسلمہ: تمہارا اسلامی نام مسلمان ہے، تم سب کے سب ایک امت اور ایک قوم ہو جس کو امت مسلمہ کہا گیا ہے۔

3-پہلا تحریری دستور

مدینہ پہنچنے کے بعد حضور ﷺ نے مدینہ میں بسنے والی اقوام نصاری، یہود اور مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدہ قلم بند کروایا جو تاریخ میں "میثاق مدینہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ اور یہ وہ پہلا تحریری دستور ہے جو آج تک تاریخ کے صفحات میں موجود اور محفوظ ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ "دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور حضور ﷺ نے تحریر کروایا"۔ غرض عام قواعد و قوانین ملک کم و بیش تحریری صورت میں ہر جگہ ملتے ہیں۔ لیکن دستور مملکت کو عام قوانین سے علیحدہ تحریری صورت میں لانا، اس کی نظیر باوجود بڑی تلاش کے مجھے عہد نبوی سے پہلے نہیں مل سکی۔(18) مدینہ منورہ اور اوس و خزرج کے علاوہ اس وقت یہودیوں کے تین بااثر قبائل بھی آباد تھے، یعنی بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع۔ ان کو اسلام کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت تھی کہ ان سے سیاسی تعلقات کی نوعیت متعین ہو جائے اور مہاجرین و انصار اور یہودیوں کے درمیان ایک تحریری معاہدہ ہو جائے جس میں ریاست کے دستور کی بنیادی اور ضروری دفعات کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔ یہ دستور دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ مہاجرین و انصار (مسلمانوں) کے درمیان ہے اور دوسرا حصہ یہود و مسلمانوں کے درمیان ہے۔(19) اس تحریری دستور سے حسب ذیل سیاسی اصول اخذ ہوئے۔

أ- تمام دستاویز اور تحریری بسم اللہ سے شروع کی جائیں اس لئے کہ ریاست کا حاکم اللہ ہی ہے۔

ب- ریاست کا قانون قرآن و سنت ہے اور اس کا سربراہ محمد ﷺ ہے۔

ت- تمام شہریوں کو قانونی مساوات، مذہبی آزادی، شہری حقوق اور معاشی تحفظ حاصل ہو گا۔

ث- ریاست کا دفاع تمام شہریوں پر لازم ہو گا اور کسی نوع کا فتنہ و فساد برداشت نہیں کیا جائے گا۔

عہد نبوی کا سیاسی و انتظامی نظام

کوئی بھی ریاست مضبوط و مستحکم نظام کے بغیر دیر تک اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ اس مقصد کیلئے ایک سیاسی تنظیم بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت کے بعد اسلامی ریاست کی جو داغ بیل ڈالی اس کو مستقل بنیادوں پر استوار کیا۔ عقائد اور فکر کے ساتھ سیاسی اداروں کو عملی شکل دی اور وہ جملہ امور جو کسی ریاست کے وجود اور بقاء کیلئے ناگزیر ہیں انہیں عملی شکل دے کر ریاستی ضرورتوں کو پورا کیا۔ درحقیقت "اسلامی حکومت، اپنی غایت اپنی سادگی اور اپنی عمومیت کے اعتبار سے ایک مستقل اور جداگانہ شئ ہیں، وہ ایک ایسی حکومت ہے جو عام دنیاوی حکومتوں سے بالکل الگ اور پیغمبرانہ اوصاف سے مستفید ہے"۔(20) عہد نبوی ﷺ میں حکومت کی تنظیم کے

اہم نکات درج ذیل ہیں۔

1۔ قانون خداوندی کی بالاتری

ریاست نبوی میں اقتدار اور حاکمیت اعلی کا منصب اللہ رب العزت کے لیے مختص ہے، اسلامی نظریہ سیاست میں طاقت کا سرچشمہ "اللہ رب العزت کی ذات وحدہ لاشریک ہے"۔ رسول اللہ ﷺ نے حاکمیت الہیٰ کا نظریہ پیش بھی کیا اور اسے اپنی ریاست میں بہ تمام و کمال نافذ بھی فرمایا۔ اسلام کا مؤقف یہ ہے کہ ہر قسم کی حاکمیت کا مبداء اور مرکز ذات واحد ہے۔ وہ کائناتی، سیاسی، قانونی، اخلاقی و اعتقادی، جملہ اقسام کی حاکمیت کا سرچشمہ اللہ کو ٹھہراتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ ذلکم اللہ ربکم لہ الملک لا الہ الا ھو فانی تصرفون (12) "یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ بادشاہت اسی کو ہے۔ کوئی الہٰ اس کے سوا نہیں، پھر تم کدھر پھرے جا رہے ہو۔" دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اُلالہ الخلق والامر (22) اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ محض خالق ہی نہیں آمر اور حاکم بھی ہے۔ اسلامی اجتماعیات کے ماہرین نے اپنی تصریحات میں اسلام کے اقتدار اعلیٰ کے متعلق ایک قطعی راہ اختیار کی ہے کہ خدا کی حکومت کا اقتدار اعلیٰ بجائے خود خداوند برتر کا اقتدار اعلیٰ ہے۔

ان تمام تصریحات سے جو بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کے سیاسی نظام میں کسی کو بھی خواہ فرد ہو یا اجتماع یا پارلیمنٹ حتمی اتھارٹی حاصل نہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اس کا مجاز نہیں کہ وہ خداوند قدوس کے اٹل اصولوں میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی لا سکے۔ اسلامی قوانین اور حاکمیت کا مرجع و منبع صرف اللہ کی ذات ہے۔ اور احکم الحاکمین کی تمام ہدایات قرآن مجید میں محفوظ ہیں اور ان احکامات کی عملی تفسیر نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

2۔ عہد نبوی کے مرکزی قائم مقام

رسول اللہ ﷺ جب مرکز (مدینہ منورہ) سے باہر جاتے تو کسی کو اپنا جانشین مقرر فرماتے تھے۔ یہ جانشین رسول ﷺ نماز کی امامت اور دیگر انتظامی امور آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں سرانجام دیتا۔ مدینہ میں موجود و مقیم امت مسلمہ کی فلاح و بہبود اور اسلامی ریاست کے امور کی نگرانی کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ ان مرکزی نائبین کی ایک فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مرکزی قائم مقام امیر	سفراء رسول اللہ ﷺ	نمبر شمار	نام مرکزی قائم مقام امیر	سفراء رسول اللہ ﷺ
1	سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ	غزوۂ ودان 2ھ	02	ابو سلمہ عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ	ذی العشیرہ 2ھ
2	سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ	غزوۂ بواط 2ھ	03	ابو لبابہ رضی اللہ عنہ امیر اور عمر بن ام مکتومؓ	غزوۂ بدر الکبریٰ 2ھ

				امام صلوٰۃ	
3	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	غزوۂ سفوان 2ھ	04	ابن عبد المنذر عمری رضی اللہ عنہ	غزوۂ بنو قینقاع/ غزوۂ سویق 2ھ
7	عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ	قرارۃ الکدر 3ھ/ غزوۂ احد 3ھ/ حمراء الاسد 3ھ/ غزوۂ احزاب 5ھ/ بنو قریظہ 5ھ/ بنو لحیان 6ھ /غابہ 6ھ/ حدیبیہ 6ھ/ فتح مکہ 8ھ			
8	عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	غطفان 3ھ	9	ابن ام کلثوم رضی اللہ عنہ	غزوۂ بجران 3 ھ/ بنو النضیر 4ھ
10	عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	بدر صغریٰ 4ھ	11	عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	ذات الرقاع 5 یا 7ھ
12	سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ	دومتہ الجندل 5 ھ/ خیبر 7ھ	13	زید بن حارث رضی اللہ عنہ	بنو المصطلق 5 یا 6ھ
14	محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ یا سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ	تبوک 9ھ	15	ابو دجانہ سماک بن حرشہ رضی اللہ عنہ یا سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ غفاری	حجتہ الوداع 10ھ (23)

3۔ عہد نبوی ﷺ کی کابینہ

رسول اللہ ﷺ کے نظام حکومت میں خصوصی وزیر اور مشیر بھی تھے جس کو ریاست کی کابینہ اور مجلس عاملہ کہا جاسکتا ہے۔ان کے نام درج ذیل ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ، حضرت عبیدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (24)

4۔ کاتبین

کاتب کے لغوی معنی لکھنے کے ہیں۔اس کا وہی کام ہوتا ہے جو آج کے تنظیمی ڈھانچہ میں سیکرٹری سرانجام دیتا ہے۔ مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد کاتبوں کے قیام کی نوعیت مذہبی ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی بھی تھی۔ یہ کاتبین نہ صرف وحی لکھتے تھے بلکہ شعبہ

مراسلات ورسل ورسائل کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ دور رسالت ﷺ میں کتابت کی خدمت سرانجام دینے والوں کی تعداد مؤرخین نے مختلف بتائی ہے۔ ابن کثیرؒ نے کاتبین کے درج ذیل نام بتائے ہیں۔

1	ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ	2	زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	3	عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ
4	عبداللہ بن ارقم زہری رضی اللہ عنہ	5	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	6	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
7	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	8	عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	9	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
10	خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ	11	ابان بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ	12	حنظلہ اسدی رضی اللہ عنہ
13	العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ	14	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	15	عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ
16	محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	17	عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ	18	مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
19	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	20	معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	21	جہیم بن الصلت رضی اللہ عنہ
22	معیقیب بن ابی فاطمہ رضی اللہ عنہ	23	شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ (25)		

5۔ دفتری نظام

دفتری نظام کی ابتداء دور رسالت ﷺ میں ہو گئی تھی۔ ابتداء میں دفتری نظام کی ترکیب انتہائی سادہ تھی۔ ابن عبدالبر اور ابن حجر نے لکھا ہے کہ "مدینہ منورہ میں کتابت کا کام بالعموم زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے۔ اس لیئے کاتب النبی کے نام سے یہی زیادہ مشہور ہیں، ورنہ اور بھی بہت سے صحابہ نے کتابت وحی کا کام کیا ہے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے قبل رسول اللہ ﷺ کیلئے لکھنے کا کام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے اور مدینہ میں آپ ﷺ کیلئے پہلے لکھنے والے یہی صحابی تھے۔(26) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے قصے سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی کتابت مکی دور میں بھی شروع ہو گئی تھی۔(27) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بادشاہوں اور قبائلی سرداروں کے نام خطوط لکھنے کا کام بھی کرتے تھے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہ معاہدات اور صلح نامے لکھا کرتے تھے مثلاً حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بعض صحابہ مال غنیمت اور دیگر سرکاری اموال کا اندراج فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ سے بخاری شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صدقات جمع کرنے والے عاملین سے باقاعدہ حساب لیتے تھے اور آڈٹ کیا کرتے تھے۔(28) بعض صحابہ مالی لین دین کی دستاویزات لکھا کرتے تھے اور مالی لین دین کے معاملہ کو ضبط تحریر میں لانے کا حکم اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ (ترجمہ) "مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والا تم میں (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) انصاف سے لکھے نیز لکھنے والا جیسا اسے اللہ نے سکھایا ہے لکھنے سے انکار بھی نہ کرے اور دستاویز لکھ دے (29) اس آیت مبارکہ میں حکم دیا گیا ہے کہ

1۔ آپس میں قرض کے لین دین کو لکھ لیا جائے۔

2۔ معاملہ کو ٹھیک ٹھیک انصاف کے مطابق لکھا جائے، کسی قسم کی کمی بیشی نہ کی جائے۔

3۔ لکھنے پڑھنے والے کو ایسے معاملہ (لین دین) کو لکھنے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔

4۔ قرض لینے والے پر واجب ہے کہ وہ اس لین دین کو لکھ لے یا کسی کو املاء (Dictate) کروائے۔

5۔ قرض لینے والا شخص نہ خود لکھ سکتا ہو اور نہ ہی لکھوا سکتا ہو تو مقروض کے ولی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قرض کو ادا کرے۔

6۔ قرض کے معاملے کو لکھنے اور لکھوانے پر ہی اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ اس پر گواہی کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے اور گواہی کے نصاب (دو مرد یا اور ایک مرد دو عورتیں) کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

7۔ گواہوں کو عدل اور اخلاقی ضابطہ کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔

8۔ معاہدہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر صورت قلمبند کیا جائے اور تساہل نہ کرو۔

9۔ کاتب اور گواہ کو پریشان نہ کیا جائے اور نہ ہی مقروض سے مدت معاہدہ سے قبل پوچھا جائے۔

نوٹ: ان احکام کی حکمت یہ ہے کہ معاشرے میں عدل کے تقاضے پورے ہوں اور ہر قسم کے شکوک و شبہات کی بیخ کنی ہو۔ مالی لین دین کے معاملات کو ضبط تحریر میں لایا جاتا تھا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردم شماری اور فوجی رضاکاروں کے ناموں کے اندراج کی بنیاد بھی رکھ دی گئی تھی۔ جیسا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے ان لوگوں کے نام لکھ دو جو اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں، چنانچہ ہم نے (1500) پندرہ سو افراد کے نام لکھ دئے (30)۔ ابن حجرؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فوجوں کیلئے رجسٹروں کا لکھنا مشروع ہے اور یہ اس وقت ضروری ہو جاتا ہے قابل جنگ اور ناقابل جنگ لوگوں کے درمیان فرق کرنے کی ضرورت درپیش ہو۔(31) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرا نام فلاں غزوہ پر جانے والوں میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج پر جانا چاہتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیوی کے ساتھ حج پر چلے

جاؤ"۔(32)اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ فوجی رضا کاروں کے ریکارڈ اور رجسٹر کی سادہ سی بنیاد دور نبوی میں قائم ہو چکی تھی۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے دفتری نظام ایرانیوں سے سیکھا تھا ان کی یہ بات اصولاً غلط ہے۔ دوسری قوموں کے تجربات سے انتظامی امور میں فائدہ اٹھانا کوئی بری بات نہیں ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فائدہ اٹھایا بھی ہوگا۔ لیکن دفتری نظام کی بنیاد رسول اللہ ﷺ نے خود رکھی تھی اور اسی بنیاد پر نظام کی عمارت آئندہ اٹھائی گئی تھی۔ صحیح بخاری میں کتابت سے متعلق ابواب موجود ہیں۔ مثلاً: باب کتابۃ العلم، باب کتابۃ الامام الناس، باب یستحب للکاتب أن یکون أمیناً عاقلاً اور باب کتاب الحاکم إلی عماله۔

6۔ عہد نبوی ﷺ کے امراء البلاد (علاقائی حکام)

پہلی اسلامی ریاست مدینہ کی توسیع کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ اس میں شامل ہونے والے علاقوں کے انتظام، دیکھ بھال اور لوگوں کے امور کے فیصلوں کیلئے مختلف امراء کا تقرر فرماتے جو کہ علاقائی انتظام وانصرام کے فرائض سر انجام دیتے۔ نبی کریم ﷺ امراء کو بھیجا کرتے تھے اور سفیروں کو ایک کے بعد دوسرے کو بھیجا کرتے تھے۔(33)ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: "روایات کثیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر علاقے کے لوگ اپنے معاملات کا فیصلہ اس امیر سے کرواتے تھے جو ان پر مقرر ہوتا تھا۔ اس کی بات مانتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے۔"(34)

رسول اللہ ﷺ امراء البلاد کو خصوصی ہدایات دے کر بھیجا کرتے تھے مثلاً 18ھ حجۃ الوداع سے قبل بالائی یمن پر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور زیریں یمن پر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جب امیر بنا کر بھیجا تو جاتے وقت ان دونوں کو درج ذیل ہدایت فرمائی: یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا ولا تختلفا(35)لوگوں پر آسانی کروگے، نرمی کا رویہ اختیار کروگے اور سختی نہیں کروگے۔ اسلام پر عمل کرنے والوں کو بشارت دیتے رہو اور ایسا طرز عمل اختیار نہ کرو جس سے لوگ اسلام سے متنفر ہو جائیں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت بھی کی تھی کہ "یمن کے اہل کتاب کو توحید ورسالت پر ایمان لانے کی دعوت دیتے رہو، ایمان لانے والوں کو نماز پڑھنے کی تاکید کرو، اور ان کے اغنیاء سے زکوۃ لے کر انہی کے فقراء پر تقسیم کرو"۔(36)اسی طرح مقدمات کا فیصلہ کرنے کا طریقہ بھی بتایا تھا کہ "قرآن کریم کے مطابق فیصلہ کروگے اگر اس میں صریح حکم موجود نہ ہو تو سنت رسول کے مطابق فیصلہ کروگے اور اگر ان دونوں میں صریح حکم نہ مل سکے تو پھر اجتہاد کروگے۔(37)نبی کریم ﷺ نے مختلف اوقات میں جن امراء کا تقرر فرمایا وہ حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	امراء کے نام	علاقہ کے نام	نمبر شمار	امراء کے نام	علاقہ کے نام
1	عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ	مکہ مکرمہ	2	عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ	طائف
3	عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ	طائف	4	العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ	بحرین

5	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	عمان	6	ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ	نجران
7	باذان بن ساسان رضی اللہ عنہ	یمن	8	شہر بن باذان رضی اللہ عنہ	یمن
9	مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ	یمن	10	ابان بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ	یمن
11	ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ	یمن سواحل	12	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	یمن جند
13	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	یمن جند	14	یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	تیماء
15	ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ	الیمامہ	16	عمرو بن سعید بن عاصی رضی اللہ عنہ	وادیٔ قریٰ (خیبر)(38)
17	خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ	یمن	18	زیاد بن لبید انصاری	حضر موت
19	عمر بن حزم رضی اللہ عنہ	نجران(39) آخری تین نام علامہ بلاذری متوفی (279ھ) نے ذکر کئے ہیں۔			

7۔ عہد نبوی ﷺ کے امراء صدقات

رسول اللہ ﷺ کے دور میں تقریباً ہر بستی میں صدقات وصول کرنے والوں کو تعینات کیا گیا جبکہ بعض علاقوں کے مستقل حاکم اور انتظامی فرائض کے علاوہ زکوۃ و صدقات کی وصولی پر مامور تھے۔ کتب احادیث میں عاملین زکوۃ کو مصدقین بھی کہا گیا ہے۔ چند مشہور امراء صدقات درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	امراء کے نام	علاقہ کے نام	نمبر شمار	امراء کے نام	علاقہ کے نام
1	المهاجر بن أبي امیہ رضی اللہ عنہ سہیل	صنعاء یمن	5	قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ	بنو سعد بن زید کا دوسرا علاقہ
2	زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ	حضر موت	6	مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ	بنو حنظلہ

3	عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	بنو طیٔ و بنو اسد	7	علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ	بحرین
4	الزبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ	بنو سعد بن زید کا ایک علاقہ	8	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	نجران(40)

8۔ دور نبوی کے امراء الجیش (فوجی کمانڈر)

اسلامی ریاست کے دفاع میں فوجی امراء کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسلامی ریاست کے دفاع اور کلمۃ الحق کی سربلندی کے لئے فوج کے قیام اور اس کی تنظیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ مدینہ منورہ کے دس سالہ دور میں باقاعدہ فوجی افسران کا تقرر کیا اور مختلف اوقات میں مختلف صحابہ رضی اللہ عنہ کو امراء الجیش بنا کر فوجی مہمات پر روانہ کیا۔ ابن سعد نے اپنی کتاب "الطبقات" میں امراء الجیش پر تفصیلی بحث کی ہے اور امراء الجیش کی کل تعداد 40 نقل کی ہے۔ ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام امیر السریہ	نمبر شمار	نام امیر السریہ	نمبر شمار	نام امیر السریہ
1	حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب	2	عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ	3	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
4	عبد اللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ	5	عمیر بن عدی بن خرشہ خطمی رضی اللہ عنہ	6	سالم بن عمیر العمری رضی اللہ عنہ
7	محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (قاتل کعب بن اشرف)	8	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	9	ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ عنہ
10	عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ	11	منذر بن عمرو الساعدی رضی اللہ عنہ	12	عاصم بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ
13	مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ	14	عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ	15	ابو عبیدہ بن جرح رضی اللہ عنہ
16	عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	17	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	18	عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ
19	عبد اللہ بن رواحہ رضی	20	کرز بن جابر الفسری رضی	21	عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ

	اللہ عنہ		اللہ عنہ		عنہ
22	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	23	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	24	بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ
25	غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ	26	ابن ابی العوجاء سلمی رضی اللہ عنہ	27	شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ
28	کعب بن عمیر غفاری رضی اللہ عنہ	29	جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	30	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
31	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (فاتح مصر)	32	ابو قتادہ بن ربعی الانصاری رضی اللہ عنہ	33	سعد بن ابی زید اشہلی رضی اللہ عنہ
34	طفیل بن عمرو الدوثی رضی اللہ عنہ	35	عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ	36	قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ عنہ
37	ضحاک بن سفیان کلامی رضی اللہ عنہ	38	علقمۃ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہ	39	عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ
40	اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (41)	41	ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ	42	جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ (42)

آخری دو حضرات کا ذکر ابن سعد نے نہیں کیا لیکن بخاری شریف میں آیا ہے کہ ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کو جنگ امطاس کا امیر بنایا گیا تھا اور حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس فوجی دستے کا امیر مقرر کیا گیا تھا جو یمن میں ذوالخلصہ نامی بت خانہ کو مسمار کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔

9۔ عہد نبوی ﷺ میں تنفیذ سزا کا عملہ

عہد نبوی ﷺ میں سزائیں نافذ کرنے کیلئے کچھ افراد کو مخصوص کیا گیا تھا جو کہ بطور پولیس اپنے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ان حضرات کے نام یہ ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ،(43) حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (44)۔ زاد المعاد میں حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے متعلق ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ،وکان قیس بن سعد بن عبادۃ الأنصاري منہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلۃ صاحب الشرطۃ من الأمیر (45)اور قیس بن سعد رسول اللہ ﷺ کے دربار میں

پولیس افسر یا کوتوال کی حیثیت رکھتے تھے۔

10۔ عہد نبوی ﷺ میں بازاروں کی نگرانی کرنے والا عملہ

بازاروں اور مارکیٹ کی نگرانی کرنا اور اشیاء کی قیمتوں میں توازن قائم کرنا، ناجائز منافع خوری، ذخیرہ اندوزی، اور ملاوٹ جیسے جرائم کو سرزد ہونے سے روکنا ان کا کام تھا۔ نبی کریم ﷺ خود بھی بازار کا دورہ (وزٹ) اور معائنہ (Examine) کرتے تھے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ بازار تشریف لائے تو دیکھا کہ غلہ کا ایک ڈھیر لگا ہوا ہے، آپ ﷺ نے غلہ (گندم) کی کوالٹی (معیار) کو دیکھنے کیلئے غلہ کے اندر ہاتھ مارا تو نمی کو محسوس کیا (نمی سے غلہ کے وزن میں اضافہ ہو جاتا ہے جس سے گاہک کو نقصان اور دوکاندار کو فائدہ ہوتا ہے)۔ تو آپ ﷺ نے غلہ کے مالک کو بلا کر نکیر فرمائی اور تنبیہ کی۔ (46) تاہم نبی کریم ﷺ نے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے سعید بن العاص کو فتح مکہ کے بعد مکہ کے بازاروں کی نگرانی پر مقرر فرمایا۔ ایک وقت مدینہ کے بازار کی نگرانی کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مامور کیا گیا۔

11۔ مہر مملکت (الخاتم)

ریاست کے لئے سرکاری مہر کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور سربراہ مملکت کی مخصوص مہر اس کا امتیازی نشان ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی الخاتم کو قانونی اہمیت حاصل تھی۔ امام ابو داؤد نے اپنی کتاب "سنن ابی داؤد" میں "کتاب الخاتم" کے نام سے مستقل عنوان قائم کیا ہے جس میں آٹھ ابواب ہیں اور 26 حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ بخاری شریف میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے جب عجم کے لوگوں کو خطوط بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ تو بعض صحابہ نے کہا کہ یہ لوگ ایسا خط وصول نہیں کرتے جس پر مہر نہ لگی ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایسی مہر (انگوٹھی) بنوائی جس پر "محمد رسول اللہ ﷺ" لکھا ہوا تھا۔ (47) ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کے بعد یہ مہر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھی لیکن بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اریس نامی ایک کنویں میں گر گئی تھی۔ (48) ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دے دیا تھا کہ کوئی شخص ایسی انگوٹھی نہ بنائے جس کا نقش میری انگوٹھی کی طرح ہو۔ (49) اس سرکاری مہر کے محافظ اور امین (امین الخاتم) حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی تھے۔ (50)

مہر بنوانا اور اس کے لئے امین و محافظ مقرر کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سرکاری کاغذات کو سربمہر فرماتے۔

12۔ دور نبوی ﷺ کے ترجمان (غیر ملکی زبانوں کے ماہرین)

رسول اللہ ﷺ داعی الی اللہ بھی تھے اور سربراہ ریاست بھی تھے۔ آپ ﷺ کو دعوتی خطوط اور انتظامی امور سے متعلق مراسلات بھی بھیجنے پڑتے تھے۔ اور دوسری زبانوں میں آپ کے پاس خطوط بھی آتے تھے اس لئے ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے والوں کی بھی ضرورت پڑتی تھی۔ امام بخاری نے باب ترجمۃ الاحکام کے عنوان سے حکمران کے لئے ترجمان کی ضرورت ثابت کی ہے اور درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں یہود کی زبان اور ان کا خط سیکھنے کا حکم دیا تھا (عبرانی

زبان) میں نے یہ زبان سیکھ لی اور میں نبی کریم ﷺ کے لئے خطوط لکھا کرتا تھا اور یہود کے بھیجے ہوئے خطوط پڑھ کر آپ کو سناتا تھا۔"(51) ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے یہ روایت اپنی تاریخ میں مفصلاً نقل کی جس میں آیا ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے 15 روز میں یہ زبان سیکھی (52)۔ رسول اللہ ﷺ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا اور یہ زبان بھی انہوں نے صرف سترہ (17) سیکھ لی تھی۔ اس لئے کہ دونوں زبانوں میں ترجمانی کی ضرورت پڑتی تھی۔(53) حضور اکرم ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کے لئے سربراہین مملکت کو خطوط ارسال کئے۔ اس ظمن میں ابن سعد نے لکھا ہے کہ 7ھ میں جن چھ افراد کو قاصد بنا کر بھیجا گیا تھا وہ سب کے سب اس قوم کی زبان میں بات کر سکتے تھے جن کے پاس ان کو بھیجا گیا تھا۔(54) اس نکتہ میں ایک حکمت یہ پوشیدہ تھی کہ اگر زبان شناس کے ذریعے پیغام بھیجا جائے تو متکلم اور مخاطب ایک دوسرے کی بات کو بخوبی سمجھ جائیں گئے مزید برآں یا کہ ایک دوسرے کے مافی الضمیر کو سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ اور اس کے زیادہ مثبت نتائج مرتب ہوں گے۔

13۔ عہد نبوی ﷺ کے سفراء مملکت

اسلامی ریاست ایک نظریاتی اور عالمگیر اصول پر مبنی ریاست ہوتی ہے۔ اس لئے خالص مادی اغراض رکھنے والی حکومت کے مقابلے میں اسلامی حکومت کو تعلقات خارجہ کیلئے سفیروں اور قاصدوں کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ خدا کے رسول تھے اور توحید کا پیغام عوام کے علاوہ حکمرانوں اور سرداروں تک پہنچانا بھی آپ کا فرض تھا۔ اس عظیم مشن کی ادائیگی کیلئے آپ نے وقت کی دو بڑی سیاسی قوتوں یعنی قیصر و کسری کو بطور خاص سفیر بھیجے تھے جنہوں نے مکتوب نبوی ان دو بڑے بادشاہوں تک پہنچایا تھا۔ ان کے علاوہ بھی مختلف علاقوں کو سفارتیں روانہ کی گئی تھیں۔ ابن حزم نے دس خطوط کا ذکر کیا ہے جو دس بادشاہوں کے نام بھیجے گئے اور ان میں سے چار نے اسلام قبول کر لیا تھا۔(55) ابن ہشام نے نوافراد کی سفارتوں کا ذکر کیا ہے۔(56) سیرۃ حلبیہ میں بادشاہوں کے نام 8 خطوط کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔(57) مگر سب سے زیادہ تفصیلات ابن سعد نے بیان کی ہیں۔ انہوں نے 105 چھوٹے بڑے خطوط نقل کئے ہیں بادشاہوں یا قبائلی سرداروں کے نام ارسال کئے گئے تھے۔ ان خطوط میں سے بعض تبلیغی اور دعوتی ہیں بعض تبلیغی اور دعوتی ہیں بعض معاہدات پر مشتمل ہیں اور بعض میں شرعی احکام کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ لیکن 15 خطوط کے علاوہ دیگر کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کن صحابہ کے ہاتھ بھیجے گئے تھے۔ ان 15 سفراء رسول کے نام درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	سفیراء کے نام	جس کے پاس بھیجا گیا	نمبر شمار	سفیر رسول کے نام	جس کے پاس بھیجا گیا
.1	عمرو بن امیہ ضمر رضی اللہ عنہ ی	نجاشی (شاہ حبشہ)	8	علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ	منذر عبدی (بحرین)
.2	دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی	قیصر (روم)	9	مہاجر بن ابی امیہ	حارث بن

	اللہ عنہ			مخزومی رضی اللہ عنہ	عبد الکال (یمن)
.3	عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ	کسریٰ (ایران)	10	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	یمن
.4	حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی رضی اللہ عنہ	مقوقس (مصری)	11	مالک بن مرارۃ رضی اللہ عنہ	یمن
.5	شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ	حارث غسانی (شام)	12	جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ	ذوالکلاع (یمن) (58)
.6	سلیط بن عمرو عامری رضی اللہ عنہ	ہوزہ بن علی (یمامہ)	13	عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ	یمن
.7	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	جیفر (عمان)	14	ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ	یمن
15	عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ	حارث یمنی (59)			

ان میں سے نمبر شمار کے اعتبار سے پہلے چھ حضرات ایک ہی دن محرم 7ھ کو اپنے مشن پر روانہ ہوئے تھے اور سب اس قوم کی زبان میں بات کر سکتے تھے جن کے پاس ان کو بھیجا گیا تھا (60)۔ رسول اللہ ﷺ خطوط اور کتابت دونوں کو لکھانے کے بعد پڑھوا کر سنتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں جب کتابت قرآن سے فارغ ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ پڑھ کر سناؤ، میں پڑھتا۔ اگر کوئی حرف رہ گیا ہوتا تو اصلاح فرمادیتے اور پھر اس تحریر کو لے کر لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے"۔(61) عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے نام آئے ہوئے کسی خط کا جواب لکھا اور پھر حضور ﷺ کو سنایا تو آپ نے فرمایا احسنتا چھا لکھا ہے۔(62)

14۔ حکومتوں اور قبیلوں کے وفود دربار رسول ﷺ میں

حضرت محمد ﷺ کی مدینہ آمد اور اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی قرب وجوار میں اسلام کا پیغام پہنچنا شروع ہو گیا اور فتح مکہ کے بعد لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے اور حکومتوں اور مختلف قبائل کی طرف سے وفود مدینہ منورہ آئے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔ إذا جاء نصر اللہ والفتح۔ ورأیت الناس یدخلون في دین اللہ أفواجًا۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ إنہ کان توابًا (63)" جب خدا کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہو گئی)۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ جوق در جوق خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو، بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔"

یہ سورۃ حجۃ الوداع کے موقع پر ایام تشریق کے وسط میں بمقام منیٰ نازل ہوئی تھی۔اس میں فتح مکہ اور 9ھ کے عام الوفود کی جانب اشارہ ہے،جب اسلامی ریاست سے ٹکر لینے کی کوئی طاقت جزیرۃ العرب میں باقی نہ رہی تو عرب کے گوشہ گوشہ سے وفد پر وفد اور مختلف حکومتوں اور قبیلوں کی سفراء دربار رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہونے لگے۔ بعض وفود 9ھ سے پہلے بھی آئے تھے لیکن اکثر اسی سال آئے تھے۔اسی لئے اس سال کو عام الوفود کہا جاتا ہے۔ صحیح بخاری اور حدیث کی دیگر کتابوں میں بھی بعض وفود کا ذکر ہے لیکن مؤرخین اور آئمہ مغازی و سیر نے ان کی تفصیلات زیادہ بیان کی ہیں اور ابن کثیر نے "البدایۃ" میں "کتاب الوفود الوار دین الی رسول اللہ ﷺ" کے نام سے مستقل عنوان قائم کیا ہے اور اس باب میں تفصیلی جزئیات بیان کی ہیں۔(64)الطبقات الکبریٰ میں ابن سعد نے وفود کی کم و بیش تعداد 72(بہتر) بیان کی ہے اور وفود کی ایک مجمل فہرست بھی نقل کی ہے۔(65)

نتائج وسفارشات

مقالہ بعنوان "ریاست مدینہ کے سیاسی و انتظامی امور کا تحقیقی جائزہ۔ تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں" سے درج ذیل نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ایک حکمران اور امیر کا انتخاب گواہی کا درجہ رکھتا ہے اور شہادت کے بارے میں شرعی اصول و قاعدہ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: وإذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی(66)"اور جب کوئی بات کہو تو انصاف کرو خواہ وہ شخص (جس کے خلاف بات کہی جا رہی ہے) تمہارا قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔"

لہذا جب حکمران کا انتخاب کیا جائے تو درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے۔

(1) منتخب رکن عقیدے کے اعتبار سے پکا مسلمان ہو۔(توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔)

(2) دیندار ہو، یا کم از کم دین اور شعائر دین کا دل سے احترام کرتا ہو اور ملک میں اسلامی قوانین نافذ کرنے کا جذبہ رکھتا ہو۔

(3) امانت و دیانت کا خوگر ہو اور ضمیر فروش نہ ہو۔

(4) شریف اور بااخلاق ہو اور ملک و قوم کی واقعی خدمت کرنا چاہتا ہو۔

(6) کھلے عام فسق و فجور یا محرمات شرعیہ میں مبتلا نہ ہو۔

(7) سلیم الفکر ہو اور نظام حکومت کے مسائل کو اچھی طرح سمجھتا ہو۔

اسلامی طرز سیاست کا دوسرا اصول "شورائیت" ہے۔ شورائیت کے اصول میں درج ذیل مقاصد ہیں۔

طرز حکومت جمہوری شورائی ہوگا۔ امیر مملکت کا عزل و نصب جمہور کے اختیار میں ہوگا جس کو وہ اپنے نمائندوں (اہل حل و عقد) کے ذریعہ استعمال کریں گے۔وأمرھم شوری بینھم (67)اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے۔ سربراہ کار کو مشورہ دینے کے لئے بھی وہ لوگ مقرر کئے جائیں جن کو قوم کا اعتماد حاصل ہو۔

اجتماعی معاملات جن لوگوں کے حقوق اور مفادات سے تعلق رکھتے ہیں انہیں اظہار رائے کی پوری آزادی حاصل ہو اور وہ اس بات سے پوری

طرح باخبر رکھے جائیں کہ ان کے معاملات فی الواقع کس طرح چلائے جارہے ہیں اور انہیں اس کا بھی پورا حق حاصل ہو کہ اگر وہ اپنے معاملات کی سربراہی میں کوئی غلطی، خامی یا کوتاہی دیکھیں تو اس پر احتجاج کر سکیں۔

اجتماعی معاملات کو چلانے کی ذمہ داری جس شخص پر بھی ڈالنی ہو اسے لوگوں کی رضامندی سے مقرر کیا جائے اور یہ رضامندی ان کی آزادانہ رضامندی ہو۔ جبر و تخفیف سے حاصل کی ہوئی، یا تحریص واطماع سے خریدی ہوئی یہ دھوکے اور فریب اور مکاریوں سے کھسوٹی ہوئی رضامندی درحقیقت رضامندی نہیں ہے۔ ایک قوم کا صحیح سربراہ وہ نہیں ہوتا جو ہر ممکن طریقہ سے کوشش کر کے اس کا سربراہ بنے بلکہ وہ ہوتا ہے جس کو لوگ اپنی خوشی اور پسند سے اپنا سربراہ بنائیں۔

اہل قیادت اور اہل منصب کیلئے درج ذیل خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔

1. نیک عمل ہو، فاسق و سرکش نہ ہو۔
2. علمی اور عملی قابلیتوں میں ممتاز سمجھا جاتا ہو۔
3. اپنے زمانہ کی سیاست سے اتنا واقف ہو کہ داخلی اور خارجی فتنہ و فساد کی روک تھام کر سکے۔

انتظامی قانون کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ اس کے ماتحت چلنے والی حکومت ہر اعتبار سے مضبوط ہو۔ عسکری اعتبار سے بھی اور معاشی اعتبار سے بھی۔ جو عظیم ذمہ داری اسے ادا کرنی ہے وہ دفاعی قوت کی تیاری کے بغیر ادا نہیں ہو سکتی۔ شریعت اجتماعی نظم وضبط پر زور دیتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ: من مات وليس في عنقه بيعة مات ميتةً جاهليةً(68) منظم رہنا اجتماعی ضرورت ہے خواہ مخصوص حالات میں کوئی عارضی اور وقتی اجتماعیت ہی کیوں نہ ہو۔

عن عمر بن الخطاب قال كنتم ثلاثةً فأمروا احدكم(69) "اگر آپ کی تعداد تین ہے تو اپنے میں سے ایک کو امیر بنالو" ہجرت مدینہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے اسلامی معاشرہ کی مضبوطی اور تعاون و ہمدردی کے فروغ کے لئے مہاجرین وانصار میں رشتہ اخوت قائم کیا۔ اس امر کی آج کے دور میں اشد ضروت ہے کہ ہر قسم کے لسانی، علاقائی، اور نسلی اختلافات و تعصبات کو ختم کر کے ایک قوم کی طرح متحد ہو کر کام کریں۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ نظم حکومت و مملکت کو چلانے میں قومی قیادت کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ دیانت وامانت، تعلیمات نبوی ﷺ اور اسلام کی اخلاقی اقدار کو پیش نظر رکھیں۔

References

1. Ibn Manzoor wa Muhammad bin Mukaran, Lisarn al Arab, Dar Sadir, Beirut, V. 6, p. 108.
2. Al Ghazali, Muhammad bin Muammad, Ahya al Uloom, Dar ul Marifat, Beirut, 1991, Vol.1, p. 13.
3. Shah Waliullah Dehavi, Ahmed bin Abdul Rahim (1176 AH), Hujatullah al Balighat, Darul Jaleel, Beirut, 2005, V.1, p. 92.

4. Hassan Saib, Dr., Professor, Ilm al siyasat, Lubnan University, Beirut, 1970, p. 20, Fasal: Awal.
5. Al Bukhari, Muhammad bin Ismail Abu Abdullah, Saheeh Bukhari, Dar Ibn katheer, Beirut, 1987, hadith: 3266, V. 3, p. 1273.
6. Al Nov'vi, Muhiuddin Yahya bin Sharf (m676H) al Minhaj Sarh Saheeh Muslim 1392, Beirut, Kitab al Imarat, V. 12, p. 231.
7. Al Tarabilisy Abu al Hassan, Allaudin, Ali bin Khaleel al Hanafi (844 AH), Darul Fikar, V.1, p. 169.
8. Ibn al Qeem Muhammad bin Abu Bakar, (751 AH), Lubnan, p. 14.
9. Ibn Najeem Zainuddin bin Ibrahim bin Muhammad (970 AH), al Bahar al Raiq Sarh Kanz al Daqaiq, V.5, p. 76.
10. Surat Al Imran: 164.
11. Al Ghazali, Ahya ul Uloom, V.1, p. 13.
12. Surat al Imran: 104.
13. Surat al Nahal: 125.
14. Saheeh Bukhari, Kitab al Ataq, hadith: 2419, V.2, p. 902.
15. Ibid.
16. Surat al Baqarah: 286.
17. Surat al Inam: 164.
18. Hamidullah, Muhammad, Dr., Ehd e Nabavi main nizam hukmarani, p. 1975.
19. Ibn Hasham, Abdul Malik, Al Seerat al Nabaviyat, Taba Mustafa al Babi, Egypt, 1955, V.1, p. 501-504.
20. Ibn al Taqi, Muhammad bin Ali bin Tabatabai, al Fakhri fi al Adab al Sultaniyat wa al dool al Islamiya, Egypt, 1927, p. 52.
21. Surat al Zumar: 6.
22. Surat al Aeraf: 54.
23. Ibn Hasham, Seerat ibn Hasham, V.4, p. 84.
24. Ibn Katheer, Ismail bin Umar, Al Badaya wa al Nihayat, Dar Ahya al Taras al Arabi, 1988, V.5, hadith: 24371.
25. Ibn Katheer, Al Badaya wa al Nihayat, V.5, p. 339-355.
26. Ibn Hijar, Ahmed bin Ali, Fatah al Bari Sarh Saheeh Bukhari, Beirut, V.9, p. 22.
27. Al Daruqtani, Ali bin Umar Abu al Hassan al Baghadadi, Sunan al Daruqtani, Beirut, 1966, hadith: 7, V.1, p. 123.
28. Al Bukhari, Saheeh Bukhari, Kitab al Ahkam, hadith: 6772, V.6, p. 2632.
29. Surat al Baqarah: 282.
30. Ibn Aseer, al Mubarak bin Muhammad, Jamia al Usool fi Ahadith al Rasool, Maktaba Darul Bayan, hadith: 197, 7570, V. 10, p. 100.
31. Al Asqalani, Abu al Fazal Ahmed bin Ali bin Hijar, Fatah al Bari, Sarh Saheeh Bukhari,

Beirut, V.6, p. 179.
32. Al Bukhari, Saheeh Bukhari, Kitab al Jihad wa al Seer, hadith: 2844, V.3, p. 1023.
33. Al Bukhari, Saheeh Bukhari, Kitab al Tamni wa Akhbar al Ahaad, V.6, p. 2651.
34. Ibn Hijar al Asqalani, Fatah al Bari, V.13, p. 131.
35. Al Bukhari, Muhammad bin Ismail Abu Abdullah al Jamia al Saheeh, Dar Ibn Kahteer, Beirut, 1407 AH, hadith: 4088, V.4, p. 1579.
36. Al Bukhari, Kitab al Zakat, hadith: 6937, V.6, p. 2685.
37. Abu Dauood, Sunan Abu Dauood, Kitab al Qaziyat, hadith: 3595, V.3, p. 331.
38. Ibn Hazam Ali bin Ahmed (456 AH), Darul Muarif Egypt, p. 23. Subl al Huda wa al Irshad fi Seerat Khair al Ebad, Beirut, 1993, V.11, p. 340.
39. Al Bilazari Ahmed bin Yahya (279 AH), Beirut, 1988, V.1, p. 76.
40. Ibn Hasham, Abdul Malik, Al Seerat al Nabaviyat, Taba Mustafa al Babi, Egypt, 1955, V.2, p. 600.
41. Ibn Saad, Muhammad bin Saad Tabqat al Kubra, Dar Sadir, Beirut, 1968, V.2, p. 7-169.
42. Ibn al Qeem Muhammad bin Abu Bakar, (751 AH), Zad al Muad fi Huda Khair ul Ebad, Beirut, 1994, V.1, p. 127.
43. Ibn Abdul Bir, Yusuf bin Abdullah bin Muhammad, al Isteab fi Muarifat al Ashab, Beirut, 1992, V.3, p. 1289.
44. Ibn al Qeem, Zad al Muad fi Huda Khair ul Ebad, V.1, p. 123.
45. Al Qashiri Abu al Hussain Muslim bin al Hajjaj bin Muslim, al Jamia al Saheeh, Beirut, V. 1, p. 69.
46. Al Saheeh al Bukhari, Kitab al Ilm, hadith: 65, V.1, p. 36.
47. Sunan Abu Dauood, Kitab al Khatim, Hadith: 4217, V. 4, p. 141.
48. Saheeh Muslim, Kitab al Libas, hadith: 5589, V. 5, p. 101.
49. Ibn al Aseer, Ali bin Abu al Karam Muhammad bin Muhammad (630 AH), 1994, V. 5, p. 231.
50. Al Saheeh al Bukhari, Kitab al Ahkam, V.6, p. 2631.
51. Ibn Hijar al Asqalani, Ahmed bin Ali bin Muhammad, (852 AH), Fatah al Bari, Beirut, 1379, V.13, p. 186.
52. Ibn Hijar al Asqalani, Ahmed bin Ali bin Muhammad, (852 AH), Fatah al Bari, Beirut, 1415 AH, V.2, p. 491.
53. Ibn Saad, al Tabaqat al Kubra, V.1, p. 198.
54. Ibn Hazam, Abu Muhammad Ali bin Ahmed bin Saeed (456 AH), Beirut, p. 24-25.
55. Ibn Hasham, al Seerat al Nabaviyat, V.2, p. 607.
56. Al Halbi, Ali bin Ibrahim bin Ahmed (1044 AH), Beirut, 1427 AH, V. 3, p. 337.
57. Ibn Saad, al Tabaqat al Kubra, V.1, p. 198-219.
58. Ibn al Qeem, Zad al Muad, p. 117-120.
59. Ibid, Ibn Saad, al Tabaqat al Kubra, V.1, p. 198.

60. Al Haishmi, Abu al Hassan Noorudin Ali bin Abu Bakar, Majma al Zawaid wa Munbai al Fawaid, Maktaba al Qudsi, al Qahira, 1994, hadith: 686, V. 1, p. 153.
61. Al Haishmi, Abu al Hassan Noorudin Ali bin Abu Bakar, Majma al Zawaid wa Munbai al Fawaid, hadith: 686, V. 1, p. 153.
62. Surat al Nasar: 1-3.
63. Ibn Katheer, Ismail bin Umar, Abu al Fida (774 AH), al Badaya wa al Nihaya, Darul fikar, 1986, V. 5, p. 16-40.
64. Tabaqat al Kubra, La'bin Saad, V. 1, p. 291-359.
65. Surat al Inam: 152.
66. Surat al Shoura: 38.
67. Al Haishmi, Ali bin Abu Bakar (807 AH), Majma al Zawaid wa Munbai al Fawaid, Darul Fikar Beirut, V. 5, p. 263.
68. Al Sanaani, Abdul Razaq bin Hamam, Abu Bakar, Al Maktaba al Islami, Beirut, 1403 AH, hadith: 6960, V. 4, p. 340.